رب مہرباں، تو مہرباں
از
سعدیہ عابد

سعدیہ عابد

ناولٹ

رب مہرباں تو مہرباں

''اماں! مجھے نہیں کرنی ہے شادی''۔
''اب بکواس کی نا تو نے بیا تو زبان کھینچ لوں گی''۔

کلوٹے امجد سے میری شادی نہ کرو''۔ وہ رونے لگی۔
''تجھے اللہ نے اچھی شکل و صورت کیا دے دی تو کسی کو اپنے آگے کچھ سمجھتی ہی نہیں ہے' میں صابرہ کو ہاں کہہ رہی ہوں''۔

''میں مرجاؤں گی اماں' لیکن اس کالے امجد سے شادی نہیں کروں گی''۔ وہ تن فن کرتی صحن عبور کر گئی ہاجرہ بھی اس کے سر پر پہنچ گئیں۔

''میں کچھ کہہ نہیں رہی نا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تو من مانیاں کرنے لگے' امجد بس رنگ و روپ کا سوہنا نہیں ہے' وگرنہ وہ دل کا بڑا اچھا ہے' ایسا نیک

وہ بیٹی کی ایک تکرار سے اشتعال میں آ گئی تھیں۔
''زبان نہ کھینچو اماں سولی پر لٹکا دو' مگر اس کالے

صفت و شریف لڑکا قسمت والیوں کا ہی نصیب بنتا ہے''۔

''میں بدقسمت ہی بھلی''۔ اس نے ٹکڑا لگایا تھا ہاجرہ نے اسے کاندھے پر ایک تھپڑ لگایا وہ بلبلا اٹھی۔
''پڑھ لکھ کر سب گدھے پر لادتی جا رہی ہے' بولنے سے قبل سوچنا کبھی مت''۔ وہ بھڑکی تھیں وہ احتجاج بھی نہ کر سکی۔

''دیکھ بیا! امجد اچھا لڑکا ہے میری بچی برسر روزگار ہے ذمہ داریاں بھی نہیں ہیں' شکل و صورت کوئی چاٹنا تھوڑی ہوتی ہے' تن سے زیادہ من کا خوبصورت ہونا

ضروری ہوتا ہے بیٹا' تو اس کے ساتھ بہت خوش رہے گی''۔ اکلوتی بیٹی کو روتے دیکھ کر وہ ہلکی پڑ گئیں اور نہایت شفقت سے اسے پچکارنے لگیں۔

''اماں! تو کیوں نہیں سمجھتی' مجھے نہیں کرنی اس سے شادی' تو محبت کرتی ہے نا مجھ سے اماں تو میری اس بات کو مان لے' وہ مجھے نہیں پسند میں رہ نہیں سکتی اس کے ساتھ''۔ وہ اماں کے ہاتھ تھامے لجاجت سے بولی مگر انہیں اس پل اپنی حسین بیٹی بہت بری لگی۔

''میں فیصلہ کر چکی ہوں''۔ ہاجرہ نے سوچ لیا کہ وہ بیٹی کو کوئی رعایت نہیں دیں گی۔

''آج ہی صابرہ کو فون کر کے کہہ دوں گی کہ وہ شگن لے آئے''۔

''اماں! تو نے ایسا کیا نا تو میں جان دے دوں گی''۔ اس نے اب کے دھمکی لگائی تھی۔

''اور تو نے میری بات نہ مانی تو میں تیرے کہے پر عمل کر دوں گی''۔ وہ اس کے ہی لہجے میں بولتی اس کی حیرت بڑھا گئیں۔

''اماں! تم اتنی ظالم کیسے ہو سکتی ہو......؟'' آنسو گرنے لگے۔

''تیری بھلائی چاہتی ہوں اور بس''۔

''کنویں میں دھکیل رہی ہو اور کہہ رہی ہو میری بھلائی چاہتی ہو۔ اماں اگر تم نے اپنا فیصلہ نہ بدلا اور میری اس امجد سے شادی کی تو تم سے کبھی بات نہیں کروں گی' اور اس کالے کلوٹے امجد کو بھی سب بتا دوں گی کہ میں اس کو ناپسند کرتی ہوں''۔ وہ ماں کی گھوریوں کو کسی خاطر میں ہی نہ لائی۔

''صرف ظاہری بدصورتی کی وجہ سے تو ہیرے جیسے شخص کو ٹھکرا رہی ہے''۔

''اماں! باطن کس کو دکھائی دیتا ہے اور جب ظاہر ہی اچھا نہ ہو گا تو''۔

''اپنے فلسفے اپنے پاس رکھ''۔ وہ اس کو بری طرح جھڑکتیں کمرے سے نکل گئیں' بارعہ ان کی اکلوتی بیٹی تھی اور وہ دنیا میں بھی نہ آئی تھی کہ اس کا باپ معمولی بخار کا شکار ہو کر دنیا سے چلا گیا' ہاجرہ اس وقت محض 23 برس کی تھیں' پہاڑ سی بیوگی انہوں نے بہت حوصلے و ہمت سے گزاری' ہاجرہ قبول صورت کی خاتون تھیں' جبکہ ولید کافی خوش شکل نوجوان تھا' بارعہ باپ پر ہی گئی تھی' حسن و جمال میں یکتا اپنے نام کی طرح اور بچپن سے ہی ہر طرف سے ستائش اور واہ واہ نے اسے کافی خود پسند بنا دیا' ہر چیز اسے اعلیٰ و خوبصورت چاہئے ہوتی' ہاجرہ پرائمری اسکول میں پڑھاتی تھیں' قلیل آمدنی کے باوجود انہوں نے بیٹی کو ہمیشہ ایک سے ایک پہنایا اور کھلایا' بڑے ہی ناز و نعم میں اس کی پرورش کی' بچپن میں تو اس کی یہ باتیں انہیں اچھی لگتی تھیں' مگر وقت کے ساتھ بری لگنے لگیں' مگر ان کے روکنے ٹوکنے کا اثر اس پر کبھی نہیں ہوا ویسے وہ ماں کی فرمانبردار تھی' مگر ضد منوا کر ہی رہتی' امجد ان کی بڑی بہن صابرہ کا اکلوتا بیٹا تھا' صابرہ نے بیٹے کا رشتہ ڈالا اور جیسے ہی اس کو پتہ چلا اس نے واویلا مچا ڈالا' جبکہ کم صورتی کے علاوہ اس میں کوئی عیب نہیں تھا' مگر اس کی نگاہ میں سب سے بڑا عیب یہی تھا کہ وہ کم رو کم صورت چیزیں پسند نہیں کرتی تھی اس کا کہنا یہی تھا کہ وہ جس سے بھی شادی کرے گی وہ بہت زیادہ خوبصورت ہو گا' چاہے غریب ہی کیوں نہ ہو کہ اسے اپنے غریب ہونے کا کوئی ملال نہیں تھا کم پر بھی بخوشی گزارا کر لیتی قناعت پسندی کا وصف ماں سے لیا تھا اور اسے دولت کی چاہ کبھی رہی ہی نہیں کہ وہ تو اسیران حسن میں سے تھی۔

☆
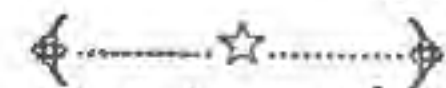
''کیا تو نے محض اس لئے انکار کر دیا کہ امجد کم صورت ہے......؟'' اس کی اکلوتی سہیلی جو اس کے ساتھ والے گھر میں ہی رہتی تھی' سنتے ہی حیرانگی سے بولی تھی۔

''ہاں تو تو جانتی ہے' میں بڑے سے بڑا اسکری فائز اور کمپرومائز کر سکتی ہوں' مگر اس معاملے میں نہیں''۔ وہ دونوں چھت پر رکھی چارپائی پر بیٹھی تھیں۔

''تو پاگل ہو گئی ہے بیا جیون ساتھی میں جن خوبیوں کا ہونا ضروری ہے وہ امجد میں بدرجہ اتم موجود ہیں' تو ایک ایسی خامی کو کیوں دیکھ رہی ہے' جس میں اس کا کوئی ہاتھ ہی نہیں ہے' تو خوبصورت ہے تو اس میں تیرا کیا کمال......؟''

''میں نے اپنی خوبصورتی پر کبھی ناز نہیں کیا' ہاں شکر ضرور ادا کرتی ہوں' خوبصورتی میرا فخر نہیں میری چوائس ہے' میں ضرورت کی ہر چیز خوبصورتی کو مدنظر رکھ کر لیتی ہوں' تو شوہر میں بدصورت کیسے منتخب کر لوں......؟'' وہ اس سے سوال کر رہی تھی۔

''رشتے آسمانوں پر بنتے ہیں''۔

''فیصلے تو زمین پر ہی ہوتے ہیں نا اور کوئی لڑکی ڈاکٹر یا فوجی سے شادی کرنا چاہے تو ٹھیک میں کسی خوبصورت بندے سے شادی کرنا چاہتی ہوں' تو غلط میں ہر طرح کا کمپرومائز کرنے کے لیے تیار ہوں' بس اتنا ہی چاہتی ہوں کہ اس کا ظاہر و باطن خوبصورت ہو' وہ خوبصورت شکل و صورت اور خوبصورت کردار کا حامل ہو' امجد میں دوسری خوبی ہے میں اس سے انکار نہیں کروں گی' اس خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرنے کا مجھے حق حاصل نہیں ہے' میں نے ایسی کونسی ناجائز بات کر دی ہے' امجد میرا کزن ہے' میں نے کبھی اس کو خود سے کمتر و حقیر نہیں سمجھا' خوبصورتی پسند ہے مجھے' غرور میں مبتلا نہیں ہوں میں' امجد کزن ہے کزن ہی رہے' میں اس کو شوہر نہیں بنانے والی کہ میں جب بھی شادی کروں گی تو یہ دیکھ کر کہ میرا ہونے والا شوہر خوبصورت ہے یا نہیں کہ میں کم صورت بندے سے کسی طور پر شادی نہیں کروں گی''۔ اماں کے بعد پھوپھی سکینہ کی بیٹی اسے سمجھانے آ گئی تھی' اس لئے وہ اس سب سے بہت چڑی ہوئی تھی اس لئے اس نے ساری بھڑاس دوست کے سامنے نکالی تھی۔

''تو غرور نہیں کرتی اس کا اندازہ ہے مجھے' مگر تو جس طرح کی اس معاملے میں شدت دکھاتی ہے اس سے غرور کی بو ہی آتی ہے' امجد کی تو ہزار خوبیاں صرف ایک خامی کی وجہ سے نظر انداز کر رہی ہے' تجھے اندازہ نہیں ہے مگر تو غلط کر رہی ہے' مارکیٹ کا سب سے خوبصورت سوٹ اور بیگ لینا آسان بھی ہے اور تیرے اختیار میں بھی' مگر یہ معاملہ تیرے اختیار سے باہر ہے کہ شادی تیری وہیں ہو گی جہاں اللہ کی مرضی ہو گی' اور تیرا بلاوجہ کا انکار اللہ کو ناراض کر سکتا ہے''۔

''بلاوجہ کا انکار......؟'' وہ اس کی اس بات پر اٹک گئی۔

''میری پسند ناپسند' بلاوجہ کا انکار کیسے ہو سکتی ہے''۔ وہ دوست کو گھور رہی تھی۔

''او کے جو دل میں آئے کرو''۔ وہ لاحاصل بحث سے اکتا گئی تھی۔

''تم سب لوگ آخر امجد کو سمجھ کیا رہے ہو......؟ وہ اس دنیا کا آخری مرد ہے کہ اس سے شادی نہ ہوئی تو میں کنواری ہی مر جاؤں گی' یہ تو پہلا رشتہ ہے' آگے جو رشتہ آئے وہ میری پسند کے مطابق بھی تو ہو سکتا ہے' مگر تم سب لوگ امجد کو اول و آخر سمجھ بیٹھے ہو''۔ وہ کہاں اپنے ذہن و دل کی بات اس سے کہے بغیر چین پا سکتی تھی اس کے بات ختم کر دینے کے اشارے کو کسی خاطر میں ہی نہ لائی۔

''تو اپنی جگہ صحیح ہے' تیری پسند ناپسند کو بھی کوئی غلط نہیں کہہ رہا' مگر تیرا موقف کچھ زیادہ ہی سختی لئے ہوئے ہے اور یہ غلط ہے اور جب امجد اس ایک کمی کے علاوہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہے تو کیوں نا خالہ اماں تمہاری شادی اس سے کرنا چاہیں گی اور ویسے بھی رشتے تو آ سکتے ہیں اور آئیں گے بھی انشاء اللہ لیکن کہتے ہیں لڑکی کا پہلا رشتہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور تم اللہ کی ناشکری کی مرتکب ہو رہی ہو' کہیں نہ کہیں تم نے لچک رکھی اس لئے اللہ نے کبھی تمہاری پکڑ نہیں کی ورنہ اللہ

کی بنائی ہوئی چیزوں کی تم بے عزتی کر جاتی ہو گم صورت کہہ کر انہیں نظر انداز کر کے' مگر اس بار تم کسی کا دل توڑ رہی ہو' امجد تم سے محبت کرتا ہے اور تم اس کی ہزار خوبیوں......''

''خوبیاں خوبیاں' اب امجد ایسی بھی خوبیوں کا مرقع نہیں ہے اب تم نے اس کی خوبیاں گنوائیں تو میں تمہیں جان سے ماردوں گی''۔ وہ غصہ سے کھول رہی تھی کہ ہر کوئی اسے امجد کی خوبیاں گنوانے بیٹھ جاتا ہے' وہ نہایت بدتمیزی سے کہتی سیڑھیاں اتر گئی۔

☆

''کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے کہ تم نے مجھ سے شادی نہیں کرنی ہے''۔ اس کو ایک فیصد بھی یہ امید نہ تھی کہ وہ یہ بات ڈائریکٹ اس سے کرلے گا اور اس کے خوبصورت لہجے میں کچھ ایسا ضرور تھا کہ وہ شرمندہ ہو گئی تھی اپنا آپ اس کا مجرم لگنے لگا اور اسے غور سے دیکھا تو وہ کافی پرکشش لگا اور وہ اسے کالا کلوٹا کہہ رہی تھی جبکہ درحقیقت وہ گندمی رنگت اور کھڑے نقوش کا کافی قبول وخوش شکل تھا مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتی جو اس کے بارے میں سوچ ہی نہیں پایا' ماں کی ناراضی پر سوچنا چاہا تو ذہن ودل میں سناٹے ہی گونجتے رہے۔

''وہ میں...... امجد''۔ وہ نگاہ جھکا کر لب کچلنے لگی اور وہ اس حسن کے پیکر دشمن جاں کو دیکھنے لگا۔

''میں دعا کروں گا اللہ سے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ہر دعا ہر خواہش پوری کرے' میں نے بارعہ تم سے بے انتہا' بے تحاشہ محبت کی ہے اور میں تمہیں خوش دیکھنا چاہوں گا' چاہے خوشیاں مجھ سے روٹھ جائیں' تمہیں میں اپنے قابل نہیں لگتا' دعا ہے میری کہ تمہیں تمہارے قابل تمہارے معیار کے مطابق شخص کا ساتھ نصیب ہو' ہر پرانے یکطرفہ تعلق کو الوداع کہتا تم سے رخصت چاہوں گا' جہاں رہو خوش رہو''۔ وہ اس کے تیکھے نین نقش سے مزین چہرے کو نگاہوں میں جذب کرتا وہاں ٹھہرا نہیں' اور وہیں نہیں وہ شہر ہی نہیں ملک ہی چھوڑ گیا کہ اس دشمن جاں کو سامنے دیکھ کر بھلا نہ پاتا' اور اسے اپنی نگاہ کے سامنے کسی اور کا ہوتے بھی دیکھ پانا کٹھن ہوتا اس لئے اس نے اپنے راستے ہی جدا کر لئے یہ اور بات کہ الوداع کہہ دینے سے رخصت لے لینے کے باوجود اس کی زندگی اسی کی یادوں سے مہکی ہوئی تھی کہ بھولانے کی چاہ میں اسے شدت سے یاد رکھے ہوئے تھا۔

☆

''ثمینہ آپی! او پھپو''۔ امجد کی بہن کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے ساتھ ہی بولتی بھی جا رہی تھی کہ اس نوجوان کو دیکھ کر وہ ٹھٹک کر چپ کر گئی' نگاہ اسی پر جمی تھی کہ وہ دیومالائی حسن کا مالک بالکل اس کے خوابوں کے شہزادے جیسا تھا' شہابی رنگت کھڑے نقوش بڑی بڑی گہری آنکھیں' بھرے بھرے عنابی لب' کسرتی جسم' وہ اگر اس کو یک ٹک دیکھ رہی تھی تو وہاں بھی بے خودی کا کچھ یونہی عالم تھا' گلابی چہرے کی اسمائل بارعہ کو بے خود کر گئی تھی ثمینہ نے دونوں کی ہی کھلی نگاہیں دیکھیں تو وہ کھنکاری تو وہ دونوں ہی خجل ہو گئے۔

''بارعہ! یہ میرے جیٹھ احسان فاروقی ہیں اور احسان بھائی یہ میری اکلوتی ماموں زاد بارعہ جمال ہے''۔ اس نے ان دونوں کا تعارف کروایا تھا۔

''نائس ٹو میٹ یو مس بارعہ''۔ اس کی طرح اس کا لہجہ بھی انتہائی خوبصورت تھا' اس نے محض مسکرانے پر اکتفا کیا اور اس کی مسکراہٹ بلاشبہ اتنی حسین تھی کہ وہ بری طرح چونک کر اس کی جانب متوجہ ہو گیا جو ثمینہ کو صابرہ کا پیغام دے رہی تھی اور وہ اس کے نازک لبوں کی جنبش' دل تھام کر دیکھ رہا تھا کہ وہ وہاں سے چلی گئی اس کی کھوئی کھوئی کیفیت ثمینہ نے محسوس تو کی مگر بولی کچھ نہیں کہ اسی وقت احسان کی بیوی جو واش روم میں تھی وہ آ گئی' ثمینہ' کا رحمٰن سے ہوئے

نکاح کو دو سال ہو گئے تھے' رحمان آؤٹ آف کنٹری تھا اس لئے اس کے آتے ہی رخصتی کی تیاریاں شروع ہو گئیں' رحمٰن دو ہی بھائی تھے' احسان بڑا تھا اور اس نے ثمرہ سے محبت کی شادی کی تھی' ثمینہ خالہ ستار رحمٰن کی والدہ رقیہ کی پسند تھی' رحمٰن نے نکاح سے قبل اسے نہیں دیکھا تھا مگر نکاح کی شام دیکھا تو اسے سادہ سی ثمینہ اچھی لگی اور وہ اکثر اس کو فون کر لیتا' رقیہ بیمار تھیں' اس لئے رخصتی کی تاریخ رحمٰن کے بڑے بھائی بھاوج لینے آئے تھے اور اسی لئے ہاجرہ اور بارعہ ان کے گھر آئی ہوئی تھیں عین نکاح کے دن وہ بیمار ہو گئی تھی وہ شریک نہیں ہوئی تھی اس لئے رحمٰن اور اس کی بیوی سے پہلی دفعہ ملی اور جہاں احسان کو دیکھ کر دل کی دنیا زیروزبر ہوئی تھی کچھ ہی دیر میں اس کی بیوی کو دیکھ کر بے یقینی سے وہ چکرا اٹھی تھی کہ یہ تو گمان میں ہی کہیں نہ تھا کہ خوابوں کا شہزادہ ٹکرائے گا بھی تو غیر ہو جانے کے بعد وہ اداس ایسی ہوئی کہ بعد میں بھی یہ اداسی زائل نہ ہو سکی' امجد جو واپس نہیں آنا چاہتا تھا بہن کا مان' ماں کا فرمان رکھنے کو رخصتی سے دو دن قبل آ گیا' وہ صبح 5 بجے آیا تھا اور شام میں مایوں' مہندی کی رسم' جس میں اسے ایک سال بعد دیکھا تو دل کی وہی تان' نگاہ میں وہی بے تابی تھی اور وہ اسے چونکا گئی تھی کہ نک سک سے تیار رہنے والی بارعہ مہندی کی محفل میں بھی سادگی کی تصویر بنی ہوئی تھا' کاہی مہندی رنگ کے سوٹ میں آنکھوں میں کاجل اور لبوں پر گلابی لپ اسٹک لگائے وہ اسے کافی سوگوار لگی۔

''بیا! تم ٹھیک تو ہو' کیا بیمار رہی ہو......؟'' اس کے لب ولہجے میں اس کے لئے بے پناہ فکر چھپی تھی۔

''ہاں نہیں...... تمہاری بددعا لگ گئی تھی مجھے''۔ وہ بری طرح چونکی اور آزردگی سے بولی اور وہ اک نئے الزام پر تڑپ ہی تو گیا۔

''میں تمہیں بددعا دوں گا جو جب اللہ کے آگے دست سوال بلند کرتا ہے' تو پہلے تمہارے لئے تمہاری خوشیوں کے لئے دعا کرتا ہے اور تم کہتی ہو کہ میں نے تمہیں بددعا دی ہے' میں نے تو کبھی تمہارا برا چاہا ہی نہیں''۔ وہ بکھرے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا اور اس کی آنکھیں جھلملانے لگیں۔

''مجھے تمہاری آہ لگ گئی ہے' میری بدنصیبی تو دیکھو امجد کہ جس شخص کو خوابوں وخیالوں میں سوچا وہ جب مجسم میرے سامنے آیا تو میرا تھا ہی نہیں' وہ جب میرا نہ تھا تو کیوں میں نے اس کی شبیہ خیالوں میں بسائی......؟ جس خواب کی کوئی تعبیر نہ تھی وہ خواب میری پلکوں کی زینت کیوں بنا جس شخص کو دیکھ کر سارے خواب حقیقت میں بدلنے لگے تھے' وہ تو میرے لئے تھا ہی نہیں وہ جب مجھے ملا تو بہت دیر ہو چکی تھی''۔ وہ حیرانی ودکھ سے اس کو سن رہا تھا جس کی آنکھیں روانی سے بہہ رہی تھیں اور لہجے میں ایسی تھکن اور بے چارگی تھی کہ اس کے وجود میں اداسیاں گھل گئیں اور وہ آنکھوں میں تاسف لئے اسے خود سے لمحہ بہ لمحہ دور جاتے دیکھتا رہا۔

☆

''اماں! احسان میں برائی کیا ہے......؟''

''برائی...... اچھائی کیا ہے اس میں' ایک شادی شدہ مرد جس کی بیوی بھی موجود ہے' تم اس سے شادی کے لئے بے قرار ہو رہی ہو' محض اس لئے کہ وہ خوبرو ہے' زندگی کی تلخیاں خدانہ کرے سہنی پڑ گئیں تو اچھی شکل وصورت کام نہ آئے گی' وہ ایک دل پھینک شخص ہے' ایک بیوی کو چھوڑ چکا ہے' دوسری کی موجودگی میں تیسری کرنے کو تیار ہے۔ تیری تو مت ہی ماری گئی ہے' مگر میں تجھے یہ بے عقلی نہیں کرنے دوں گی' کسی قیمت پر تیری شادی احسان سے نہیں کروں گی اس موئے شادی شدہ احسان سے تو امجد لاکھ گنا بہتر''۔

''امجد' امجد سارا فساد پھیلایا ہوا ہی اس امجد کا ہے' جب مجھے اس سے شادی ہی نہیں کرنی تو بار بار اس کا نام کیوں لیتی ہو اماں اور جب مجھے احسان سے

شادی سے انکار نہیں ہے تو تم کیوں نہیں مان جاتیں' مگر تم مانو گی تو جب اماں جب امجد کی اچھائی کا بھوت تمہارے سر سے اترے گا' وہ اتنا بھی اچھا نہیں ہے جتنا لگتا ہے اور نہ ہی احسان اتنے برے ہیں' تم میری ان سے شادی نہ کرسکو اماں میں اگر شادی کروں گی تو صرف احسان سے وگرنہ نہیں کہ مجھے ان کی دوسری' تیسری شادی سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور تمہیں بھی نہیں پڑنا چاہئے کہ زندگی میں نے گزارنی ہے تم نے نہیں''۔ وہ بدتمیزی و بدلحاظی کی انتہا کرتی وہاں رکی نہ تھی اور ماں کے کمرے کے باہر کھڑے امجد سے ٹکراتے ٹکراتے بچی وہ اسے زہر خند نگاہوں سے گھورتی وہاں سے چلی گئی وہ واپسی کا سوچ رہا تھا کہ جو کچھ سنا تھا وہ اس کے دکھ کو بڑھانے کے ساتھ بارعہ کی بدتمیزی پر وہ اندر تک کھول گیا تھا' مگر وہ کچھ سوچ کر خالہ کے کمرے میں داخل ہوگیا کہ اسے لگا تھا کہ جتنی بدتمیزی بارعہ نے ماں سے کی ہے' ان کو سہارے کی ضرورت ہوگی کہ وہ جب اتنی تکلیف محسوس کر رہا ہے تو وہ کس تکلیف سے گزر رہی ہوں گی' اور اس کا وہیں سے نہ پلٹنے کا فائدہ ہی ہوا کہ اس نے چکرا کر گرتی خالہ کو تھام لیا تھا اور انہیں لئے ہاسپٹل دوڑا تھا' بیٹی کی حد درجے ضد اور بدتمیزی نے ان کے دل پر گہرا زخم لگایا تھا اور وہ جو اپنی ہر بدتمیزی و غلطی سے بے حسی وضد میں انجان بنی ہوئی تھی' ماں کو آئی سی یو میں دیکھ کر تڑپ اٹھی اور رہی سہی کسر امجد نے پوری کردی۔

''اب کیوں رو رہی ہو......؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ آج خالہ ان حالوں پر صرف تمہاری وجہ سے پہنچ گئی ہیں' خالہ کی اس حالت کی صرف اور صرف تم ذمہ دار ہو تم نے اپنی منہ زور خواہشات اور بے جا ضد کے لئے اپنی ماں کی ہر قربانی فراموش کردی' تمہیں احساس نہیں ہے کہ تم خالہ سے کس قدر بدتمیزی کرچکی ہو' اپنی اس ماں سے جس نے تمہاری پرورش تمہارے اچھے حال و مستقبل کے لئے اپنی خوشیاں تباہ کردیں' محض 23 برس کی عمر میں بیوہ ہوئی تھیں دوسری شادی کرسکتی تھیں لیکن انہوں نے نہیں کی تم کو ناز و نعم میں پالا اور تم نے اس کا یہ صلہ دیا' ایک غیر شخص کے لئے اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے اپنی عظیم ماں کی تذلیل کی' انہیں دکھ پہنچایا''۔ امجد کو اس پر اتنا غصہ تو جب بھی نہ آیا تھا جب اس نے شادی سے انکار کیا تھا' اس کی قبول صورت کو تضحیک کا نشانہ بنایا تھا کہ وہ انکار و اقرار کا اس کو حق دیتے ہوئے خود کو کیسے بھی کنٹرول کر گیا تھا مگر ہاجرہ اسے اپنی ماں کی طرح ہی عزیز تھیں' بارعہ کی بدتمیزی اس کا رویہ اسے سخت برا لگا تھا' اس لئے اس کو بری طرح روتے بلکتے ماں کے لئے پریشان ہوتے دعائیں کرتے دیکھ کر وہ اس کو اس کے برے رویے کا احساس دلانے پر مجبور ہوگیا کہ مائیں اس لئے تو نہیں ہوتیں کہ جب دل چاہا تو ان کی بات مان لی' عزت کرلی اور جب موڈ نہ ہوا تو بے عزتی کردی' ضدیں پوری کروانے کو جو منہ میں آیا کہہ دیا اور ضد پوری ہوگئی' تو خوش ہوگئے۔

''ایسے مت کہو امجد! میں اماں سے بہت محبت کرتی ہوں ان کو کچھ ہوگیا تو میں جی نہیں پاؤں گی' ایک اماں ہی تو میرا سب کچھ ہیں''۔ وہ سسکتے ہوئے بولی تھی۔

''کاش تم محبت کی طرح خالہ کی عزت بھی کرتیں تمہیں صرف اپنی نہیں خالہ کی بھی پرواہ ہوتی''۔ وہ نہایت تلخی سے بولا تھا اور ڈاکٹر کو آئی سی یو سے نکل کر ان کی طرف ہی بڑھتے دیکھ کر وہ اس کو کچھ کہنے کا ارادہ ترک کرتی آنسو رگڑتی جلدی سے لپک کر ڈاکٹر تک خود ہی چلی آئی اور ہاجرہ کے ہوش میں آجانے کی خبر سن کر اس کی آنکھیں تشکر سے بہنے لگیں کہ ہاجرہ ہی تو اس کا سب کچھ تھیں' اپنی غلطیوں' کوتاہیوں کا آج سے قبل احساس تک نہ تھا' مگر ماں کو کھونے کا احساس ہوا تو ساری منہ زور خواہشات' ضدیں' کہیں دور جا سوئیں کہ وہ مجموعی طور پر بری نہیں تھی ہاجرہ اس کی ہر جائز و ناجائز مان لیتی تھیں' اس لئے اس کو بھی احساس ہی نہ ہوا کہ وہ کہاں غلط تھی مگر اب اپنی غلطی کا احساس ہوگیا تھا اور وہ اپنی ماں کی خوشی کے لئے ایک احسان کی محبت تو کیا ہزار محبتیں قربان کرسکتی تھی۔

☆

''مجھے معاف کردو اماں! میں نے تمہارا دل دکھایا ہے میں تم سے اپنے ہر برے رویے کی معافی مانگتی ہوں' شرمندہ ہوں تم سے' مجھے معاف کردو''۔ وہ دو دن قبل ہی ہاسپٹل سے ڈسچارج ہوگئی تھیں' وہ چاہ کر بھی ماں سے اپنے رویے کی تلافی نہیں کرسکی تھی مگر آج سوپ پلاتے ہوئے بے اختیار ہوگئی۔

''ارے پاگل' میں تجھ سے نہ ناراض ہوں' نہ تجھے غلط سمجھتی ہوں' غلطی میری ہی ہے کہ تیرے بار بار انکار پر بھی میں نے امجد کا نام تیرے سامنے لیا' تو احسان سے شادی کرنا چاہتی ہے تو میں تیری شادی احسان......''

''نہیں اماں! میں احسان سے نہیں صرف اس شخص سے شادی کروں گی جس سے تم چاہو گی' بس مجھے میری ہر بدتمیزی و خطا کے لئے معاف کردینا کہ تمہارا دل دکھانا تو نہیں چاہتی تھی مگر میں نے ایسا کیا تم سے بدتمیزی کی''۔ آنسو تیزی سے گر رہے تھے۔

''ارے پگلی روتی کیوں ہے' جو ہوا وہ بھول جا اور مجھے صرف تیری خوشی عزیز ہے' اگر تجھے لگتا ہے کہ تو احسان کے ساتھ خوش رہے گی تو میں دعا کروں گی کہ تیری ہر خواہش' تیری ہر آرزو پوری ہو''۔ انہوں نے اس کا سر سینے سے لگا کر تھپکا تھا اور وہ بلکنے لگی تھی۔

''اماں! مجھے معاف کردینا' تمہیں تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی' مگر بس نہ جانے کیسے وہ سب تم سے کہہ گئی' احسان تمہیں نہیں پسند ناں اب کبھی وہ نام لب پر بھی نہ لاؤں گی کہ تجھے تکلیف دے کر میں خوشی حاصل کر ہی نہیں سکتی''۔

''بات پسند اور ناپسند کی نہیں ہے بیا! وہ پہلے سے شادی شدہ ہے' صرف اس لئے میں تعامل کا شکار ہوں کہ تجھے جانتی ہوں تو سوکن کا دکھ برداشت نہیں کرسکے گی کہ جس نے کسی بھی رشتے میں شراکت کا دکھ نہ سہا ہو وہ ایک ایسے رشتے کو آدھے حق کے ساتھ قبول نہیں کرسکتی کہ شوہر کا پیار اس کے حق بانٹنے کا عورت تصور بھی نہیں کرسکتی میں تجھے سوچنے' سمجھنے کے لئے وقت دے رہی ہوں آگے تیرا نصیب''۔ وہ بوجھل لہجے میں کہتیں بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر بات سمیٹ گئیں کہ انہوں نے پہاڑ جیسی زندگی تن تنہا بیٹی کے سہارے گزاری اس کی معمولی سی تکلیف بھی ان سے برداشت نہیں ہوتی تھی اس لئے تو وہ چاہتی تھیں کہ اس کی شادی امجد سے ہوجائے کہ وہ ہر لحاظ سے انہیں بیٹی کے قابل لگتا تھا' مگر وہ کہتے ہیں ناکہ دل آئے گدھی پر تو پری کیا چیز ہے وہ امجد کی سانولی رنگت برداشت نہیں کرسکی اور احسان کی شادی اور بیوی کو بھی برداشت کرنے کو تیار ہوگئی تھی یہ اس کی کم عقلی و بے وقوفی تھی یا محبت......؟

☆

''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں آپی......؟'' ثمینہ کی بتائی ہوئی بات پر کچھ ثانیے تو وہ کچھ بول ہی نہ سکا تھا' یہ چند لفظ بھی بمشکل زبان سے ادا ہوئے تھے۔

''یہی سچ ہے امجد! احسان بھائی بیا سے محض اس لئے شادی کرنا چاہتے ہیں کہ بھابی ماں نہیں بن سکتیں اور انہیں وارث چاہئے' وہ شادی کا کافی عرصے سے سوچ رہے تھے مگر بھابی نہیں مان رہی تھیں' مگر جب احسان بھائی نے بیا کو دیکھا تو جیسے سارے فیصلے ہوگئے' بھابی تو راضی اب بھی نہیں ہیں مگر احسان بھائی کے چھوڑ دینے کی دھمکی انہیں خاموش کرگئی ہے' احسان بھائی نے بیاہ کو محض اس کی خوبصورتی کی وجہ سے منتخب کیا ہے' کہ وہ کافی حسن پرست ہیں اور ان کی تمام محرومیوں کو دور کرنے کو بیا جیسے راضی ہے' لیکن میں جانتی ہوں کہ بیا ان کے ساتھ خوش نہیں رہ پائے گی کہ ایک تو ... اسے صرف اپنے مفاد کے لئے اپنا رہے ہیں

دوسری یہ کہ وہ کافی بھنورا صفت کے حامل ہیں اور بیا کافی سیدھی سادھی بے وقوف سی لڑکی ہے جبھی تو انہوں نے اسے اتنی آسانی سے ٹریپ کرلیا ہے''۔ وہ کافی تفصیل سے بولی تھی۔

''یہ سب مجھے بتانے کا مقصد......؟'' وہ خود کو کمپوز کرتا بے رخی سے بولا تھا کہ بارعہ سے دوستانہ تعلقات تو پہلے بھی نہ تھے' اب تو دونوں کے درمیان لاتعلقی و سرد مہری سی در آئی تھی۔

''اور یہ سب آپ اب کیوں بتا رہی ہیں جب شادی میں مشکل سے تین دن بھی باقی نہیں ہیں''۔

''اس سب سے میں لاعلم تھی' رات میں نے بھابی اور احسان بھائی کی باتیں سنیں تو میں آج یہ سب تم سے ڈسکس کرنے آگئی کہ مجھے لگتا ہے کہ تم بارعہ کی زندگی خراب ہونے سے بچا سکتے ہو''۔ نرمی سے کہہ کر انہوں نے یکدم ہی بہت بڑی بات کہہ دی۔

''آپی......''

''جانتی ہوں یہ مشکل ہے مگر تم نے بیا سے محبت کی ہے اور اسی محبت کے لئے اپنا ظرف اور دل بڑا کر کے اسے اپنا لو کہ اسے کھو کر تم بھی خوش نہیں رہو گے مگر وہ ناخوش ہوئی تو تمہارے اندر سے خوشی کا ہر ایک احساس مٹ جائے گا' تم صرف اپنی محبت اور خالہ کے لئے اس سب کے لئے راضی ہو جاؤ''۔ وہ بھائی کے کاندھے پر ہاتھ رکھے امید سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

''مجھے آپ کی باتیں سمجھ نہیں آرہیں' میں اپنا ظرف بڑا کر بھی لوں تو کیا حاصل......؟ بیا اس سب کے لئے راضی نہیں ہوگی''۔

''تم بیا کی فکر مت کرو' میں اماں اور خالہ سے بات کر چکی ہوں اور ان دونوں کے ہی فیور کی روشنی میں تم سے بات کر رہی ہوں' خالہ کہہ رہی تھیں کہ بیاہ واویلا ضرور کرے گی' مگر پھر نارمل ہو جائے گی' جب اسے احسان کی اصلیت پتہ چلے گی تم شادی کے لئے راضی ہو جاؤ تو خالہ بیا کو خود ہی راضی کرلیں گی''۔ وہ تو احسان سے بارعہ کی شادی کرنا ہی نہیں چاہتی تھیں' اس کی اصلیت جان کر تو دل مزید خراب ہو گیا اور انہوں نے خود ہی بہن سے کہہ دیا کہ وہ بارعہ کو اپنی بہو بنالے' صابرہ کی تو یہ دلی خواہش تھی کہ بیٹے کی خوشی سے وہ لاعلم نہ تھیں اور انہوں نے خود حامی بھر کر امجد سے بات کرنے کے لئے ثمینہ کو بھیج دیا کہ دونوں بہن بھائیوں میں کافی انڈر اسٹینڈنگ تھی۔

''آپ سب لوگ یہی چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے''۔ وہ تو جیسے کھل ہی اٹھی کہ اس نے بھی ہمیشہ بارعہ کو اپنی بھابی کے روپ میں ہی دیکھا تھا۔

''میں امی کو جا کر انہیں تمہارے راضی ہو جانے کا بتاتی ہوں''۔ وہ چھوٹے بھائی کا پیار سے گال تھپتھپاتی روم سے نکل گئی تھی' ہاجرہ تک امجد کا اقرار پہنچا تو بیا سے بات کرنے پہنچ گئیں۔

''اماں! جب میں تمہاری خوشی میں راضی ہو رہی تھی تو تم نے میری خوشی مان لینے پر زور دیا' تو اب ان سب باتوں کا کیا مطلب......؟'' وہ ساری تفصیل جان کر عام سے لہجے میں بولی تھی۔

''وہ تجھے دھوکا دے رہا ہے بیا! اسے تجھ سے کوئی لگاؤ نہیں ہے وہ بس اولاد کے لئے''۔

''اماں! احسان نے مجھے کوئی دھوکا نہیں دیا' میں یہ سب پہلے سے جانتی ہوں' پرپوزل دینے سے قبل ہی انہوں نے مجھے سب کچھ بتا دیا تھا کہ ان کی بیوی ماں نہیں بن سکتی اور اس لئے وہ دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں اور مجھ سے انہوں نے پہلی نگاہ کی محبت کی ہے' وہ مجھے کھونا نہیں چاہیں گے صرف اس لئے ہر بات کھل کر بتائی کہ وہ مجھے دھوکا نہیں دینا چاہتے تھے وہ مجھے الگ گھر میں رکھیں گے میرا ہر حق ادا کریں گے اور وہ جب مجھ سے محبت کرتے ہیں مجھے حق دینے کو تیار ہیں' مجھے ساری سچائی کھل کر بتا دی میں بھی ان سے محبت کرتی ہوں' ان کو ہر خامی و خوبی کے ساتھ قبول کرنے کو تیار ہوں تو ان سب تکلیف دہ باتوں کا کوئی مطلب نہیں

نکلنا اور ثمینہ آپی انہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ سسرال کی باتیں ادھر ادھر کریں' اس گھر کے عیب ڈھکنا اب ان کا فرض بھی ہے اور مجبوری بھی' مگر وہ تو ہر بات طشت از بام کر گئی ہیں انہیں شرم......''

''فضول بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور احسان مجھے نہ کل پسند تھا اور نہ آج ہے' صرف تیرے خیال سے میں مجبوراً چپ کر گئی تھی مگر یہ بات میری برداشت سے باہر ہے' میں احسان پر بھروسہ کر ہی نہیں سکتی ہوں' ایک بیوی چھوڑ چکا ہے' دوسری کو چھوڑنے کی دھمکی دے کر تیسری شادی کر رہا ہے' اس طرح تمہیں بھی چھوڑ سکتا ہے کہ ویسے بھی تم سے تو اپنے مفاد کے لئے شادی کر رہا ہے' مفاد پورا کر کے بھی چھوڑ سکتا ہے اور تم اس کی خواہش و امیدوں پر کھری نہ اتریں تو بھی' جبکہ اولاد تو قسمت سے ہوتی ہے' میں اپنی اولاد کو جانتے بوجھتے کنویں میں نہیں دھکیل سکتی''۔

''اماں! احسان ایسے نہیں ہیں جیسا آپ......''

''وہ کیسا ہے' کیسا نہیں' اب مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا کیونکہ میں فیصلہ کر چکی ہوں کہ تمہاری اس سے شادی نہیں ہوگی''۔ اس کے چہرے پر سائے لرزاں ہو گئے۔

''اماں......''

''یہ میرا آخری فیصلہ ہے' میں احسان کے گھر فون کر کے انکار کر رہی ہوں' صابرہ سے میں نے بات کر لی ہے کل تیرا نکاح احسان کی بجائے امجد سے ہو جائے گا اور تو نے انکار کرنے یا واویلا کرنے کی کوشش کی یا من مانی کرنے کا سوچا تو ماں کا مرا منہ دیکھے گی''۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھیں اور اس کو آندھیوں کی زد پر چھوڑ کر وہاں سے نکل گئیں۔

''میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی امجد! یہ تمہاری اچھائی کا ہی بھوت ہے جو اماں پر ہمیشہ سوار رہا' لیکن میں نے بھی تمہاری زندگی عذاب نہ بنا دی تو میرا بھی نام بارعہ ولید نہیں''۔ رو رو کر تھک گئی' ماں کو کسی طور پر راضی نہ کر سکی تو خالہ سے بات کی مگر وہاں بھی کوئی شنوائی نہ ہوئی ثمینہ تو الٹا اسے سمجھانے لگی' اس نے امجد سے رابطہ کرنا چاہا' تو اس نے اس کی کال ہی ریسیو نہیں کی اور وہ بے بسی کی انتہا پر پہنچتی ماں کے فیصلے پر نہ چاہتے ہوئے بھی سر جھکا گئی' مگر امجد کے لئے موجود ناپسندیدگی نفرت کے قالب میں ڈھل گئی اور اسی جذبے کو دل میں جگہ دیتے ہوئے اس نے نکاح نامے پر سائن کئے تھے' اور دو آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر بہہ نکلے تھے کہ محبت پانے کے مقام پر بچھڑی تھی' تکلیف تو ہونا ہی تھی اور زخم تازہ تھا تو تکلیف بھی اسی مناسبت سے تھی۔

☆

''تم نے کیا سمجھا تھا کہ میں تمہارے انتظار میں بیٹھی رہوں گی' ایسا سوچنا بھی مت کہ میں کبھی تمہارا انتظار کروں گی تمہیں اور تم سے زبردستی جوڑے جانے والے رشتے کو رتی برابر بھی کبھی اہمیت دوں گی کچھ سمجھوں گی''۔ وہ زیور اتار کر سادے سے کاٹن کے سوٹ میں واش روم سے نکلی تھی اور اس کی بے یقین نگاہیں خود پر محسوس کر کے انتہائی زہر خند لہجے میں بولی تھی' امجد ایک سادہ سا بندہ تھا رشتوں کو اہمیت دینے والا اور رشتوں کے احترام میں محبت کے پاس میں اس نے یہ بات نظر انداز کر دی تھی کہ اس کی ہونے والی بیوی کسی اور سے محبت کرتی ہے' اس نے ظرف تو بڑا کر لیا تھا' مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کم ظرف ثابت ہونے والی تھی اور اس کے صبر اور ضبط کو آزمانے والی تھی اس نے سختی سے لب بھینچ کر خود کو کچھ کہنے سے روکا تھا اس کی خاموشی اس کو شیر بنا گئی۔

''نفرت کرتی ہوں میں تم سے امجد صابر! شدید نفرت صرف تمہاری وجہ سے آج میں یہاں ہوں' صرف تمہاری وجہ سے میں احسان کی نہیں بن سکی' تم جانتے تھے کہ میں تم سے نہیں احسان سے محبت کرتی ہوں اس کے باوجود بھی تم نے مجھ سے شادی کی' مر

رہے تھے نا مجھ سے شادی کے لئے تو اب بھگتو اگر میں خوش نہیں ہوں تو تم کو بھی چین سے خوش نہیں ہونے دوں گی' نہ ہی اس رشتے کو میں کچھ سمجھوں گی کہ اماں اگر مجھے اپنی جان کی دھمکی نہ دیتیں تو میں بھلے احسان کی نہ ہوتی مگر تم سے بھی کبھی شادی نہ کرتی' تمہاری شکل تک سے نفرت ہے مجھے' اماں پر تم نے اپنی نام نہاد اچھائی کا جادو کر کے ان کو اپنا اسیر کر لیا تھا' میں اب دیکھوں گی کہ تم اپنی اچھائی کب تک قائم رکھ سکتے ہو"۔ وہ آنکھوں میں غصہ و تضحیک لئے اس پر گرج رہی تھی اس کی سانولی رنگت اتنی تذلیل پر دہک اٹھی تھی' ماتھے کی رگیں ابھر آئی تھیں' لب اور مٹھیاں اس نے سختی سے بھینچ لی تھیں' مگر جب بولا تو بے حد سرد لہجے میں کہ اس کا سرد لہجہ اس کے وجود میں کپکپی دوڑا گیا۔

"ہاں مر تو رہا تھا میں تم سے شادی کے لئے اور کیوں نہ مرتا' تم ایک حسین و جمیل عورت اور میں ایک عام سا سانولی رنگت کا مرد' میں نے تو تمہارے حسن کا اسیر ہونا ہی تھا"۔ ٹھنڈے لہجے میں کہتے ہوئے اس کا بازو دبوچا تھا۔

"اور تم نفرت کرتی ہو مجھ سے محبت کرتی ہو احسان سے' مگر اب کیا حاصل اس محبت سے کہ نفرت کرو' یا محبت کچھ سمجھو یا نہیں' رہو گی تو میری ہی بیوی اور مجھ میں اتنے گٹس تو ہیں ہی کم از کم کہ ایک بیوی کو قابو کر سکوں' اس کے دماغ میں بھرے خناس کو نکال کر خود سے جڑے رشتے کی اہمیت سمجھا سکوں"۔ وہ بے تاثر نگاہوں سے اس کے گلابی چہرے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا' جو آنسوؤں سے تر ہوتا جا رہا تھا اور وہ بازو آزاد کرانے کی جدوجہد میں ناکام ہوتی اپنی بے بسی پر سسکنے لگی۔

"تماشہ لگانا تمہاری فطرت و عادت ہو گی' لیکن مجھے کھیل تماشے کبھی پسند نہیں رہے' یہ ایک حقیقت ہے کہ تمہارے لئے میرے دل میں سوفٹ کارنر موجود ہے' تمہارے لئے بہت خاص انداز میں سوچا تھا میں نے' مگر جب تم نے شادی سے انکار کیا تو صرف تمہاری خوشی کے لئے میں اپنی محبت سے دست برداری قبول کر گیا' مر نہیں رہا تھا تم سے شادی کے لئے' مگر جب احسان کی اصلیت سامنے آئی' آپی نے اماں اور خالہ کی خواہش مجھ سے کہی تو میں خاموش ہو گیا کہ محبت میں انا نہیں چلتی' مگر میں نے اپنی محبت کو بھی مان رکھا اور رشتوں کا بھی' تم اب میری بیوی ہو' مجھ سے جڑنے سے پہلے کیا کرتی رہیں' اس سے کوئی سروکار نہیں ہے مجھے' مگر اب تمہارے لب سے کسی غیر مرد کا نام نہیں سن پاؤں گا کہ یہ میری انا و خودداری اور میری مردانگی کو کبھی گوارا نہیں ہو گا' مجھ سے نفرت کرتی ہو کرو' جب تک محبت نہ ہو جائے' نفرت کرتی رہو مجھ سے' مگر نفرت سے سوچو یا محبت سے اب سوچنا مجھے ہی پڑے گا' اہمیت مجھے ہی دینا ہو گی اور مجھ سے جڑے رشتے کو بھی' اس سب کو سمجھنے کے لئے تمہیں وقت چاہئے ہو گا میں دیتا ہوں' کہ میں زبردستی کرنے کا قائل نہیں ہوں' رشتے سے انکاری بھی ہوا تھا مگر خالہ کا منہ دیکھ کر اقرار کر گیا اور میں تمہاری اور خالہ کی محبت میں تمہیں وقت و مہلت دے سکتا ہوں' اپنی توہین کرنے کی تمہیں اجازت نہیں دے سکتا' یہ ہمیشہ یاد رکھنا"۔ ٹھنڈے لہجے میں اس کو بہت کچھ باور کرایا تھا' اس کا بازو آزاد کر دیا تھا اور وہ نیچے کارپٹ پر بیٹھتی چلی گئی تھی جبکہ وہ وہاں ٹھہرا نہ تھا کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر روم سے نکل گیا تھا۔

☆

"امجد! مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی' تم نے یہی سب کرنا تھا تو شادی ہی کیوں کی تھی......؟ کم ظرف ہی ثابت ہونا تھا تو اعلیٰ ظرفی دکھائی ہی کیوں کی تھی......؟"

"بیا نے آپ سے کچھ کہا ہے......؟" اس نے ماں کی بات کے درمیان میں سرد لہجے میں پوچھا تھا۔

"نہیں...... میں کوئی کم عقل عورت نہیں ہوں اتنی سمجھ بوجھ ہے مجھ میں کہ میں رویوں کو سمجھ سکوں اور گزرے ماہ میں مجھے بارہا یہ احساس ہوا کہ بہت کچھ غلط ہے"۔ وہ قدرے خفگی سے بول رہی تھیں۔

"اماں! آپ کو غلط فہمی......"

"بکواس نہیں سنوں گی میں امجد! شادی کی پہلی رات تم اپنے کمرے میں نہ تھے' تم دونوں کو گزرے ماہ میں ساتھ ہنستے بات کرتے نہیں دیکھا میں نے' کہیں گھومنے پھرنے نہیں گئے اور کہتے ہو کہ مجھے غلط فہمی ہوئی ہے"۔ وہ درشتگی سے بیٹے کی بات کاٹ گئی تھیں اور وہ شرمندہ ہو گیا تھا۔

"اماں! جن حالات میں شادی ہوئی' آپ جانتی ہیں میں بیا کو یہ رشتہ سمجھنے کے لئے کچھ وقت"۔

"جھوٹ مت بولو امجد! تمہیں بیا سے شادی نہیں کرنا تھی' نہیں کرتے اس کو نظر انداز کرنے' حق ادا نہ کرنے کا تمہیں کوئی حق نہیں ہے' مجھے کتنا بھروسہ تھا تم پر کہ تم بیا کو سچے دل سے اپناؤ گے مگر نام دینے کو ہی تو اپنانا نہیں کہتے اور یونہی کرنا تھا تو اپنایا ہی کیوں......؟ میں بیا اور ہاجرہ آپا کے سامنے نظر اٹھانے کے بھی قابل نہیں رہی تمہاری کم ظرفی نے مجھے سب کی نظروں میں شرمندہ کر دیا ہے' جس بیٹے کی اچھائی اور نرم خوئی کے سبب میں لوگوں سے فخر سے ملا کرتی تھی' اب اپنوں سے ہی نظریں چراتی ہوں"۔ صابرہ تو جیسے پھٹ پڑی تھیں۔

"اماں! بیا نے کیا کہا ہے آپ سے......؟" وہ خود کو بمشکل کنٹرول رکھتے ہوئے ہے۔

"یہی کہ تم اسے ناپسند کرتے ہو' اس کو اس کا کوئی حق نہیں دیا' ہم سب کو تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہئے تھی' تم نے اس پر اتنا ظلم کیا اور پھر بھی اسے تمہاری اتنی پرواہ ہے' اس نے احسان کی محبت بھلا کر تمہارے لئے دل میں جگہ بنائی وہ رشتے بنانا چاہتی ہے اور تم اپنی محبت کا بھی پاس نہ رکھ سکے' یہ وہی بیا ہے جس کے لئے کچھ ماہ قبل تم اداس پھرتے تھے' اس کو کھونے کے بعد تکلیف میں تھے ملک ہی چھوڑ گئے تھے وہ تمہیں مل گئی ہے تو کوئی قدر ہی نہیں ہے"۔ وہ بہو کی باتوں اور جو دیکھا اور محسوس کیا تھا اس کی روشنی میں بیٹے کو بے نقط سنا رہی تھیں' کہنے کو بہت کچھ تھا' وہ اپنی صفائی میں بہت کچھ کہہ سکتا تھا مگر ماں کے احترام' بیوی اور اپنا بھرم رکھنے کو خاموش ہی رہا اور جب ماں کی باتیں برداشت سے باہر ہونے لگیں تو بہت خاموشی سے ماں کے سامنے سے اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکلتا چلا گیا' ان کا تو اس کا یوں چلے جانے پر غصہ اور بڑھ گیا اور بہو کی باتوں اور اپنے واہمات پر یقین ہو گیا' ان کی پرتشویش سوچیں گہری ہو گئیں۔

☆

"تم صرف روتی رہو گی یا مجھے کچھ بتاؤ گی بھی"۔ ربیعہ آج اچانک ہی اس سے ملنے اس کے گھر آ گئی تھی اور وہ دوست کو دیکھتے ہی یوں لپک کر اس کے سینے سے لگی' جیسے طویل مدت بعد کوئی اپنا نظر آیا ہو اور وہ اس کے مستقل رونے پر پریشان ہو گئی۔

"بیا! پلیز کچھ کہو' مجھے عجیب وہم ستانے لگے ہیں"۔ بمشکل اسے خود سے الگ کر کے پانی کا گلاس تھمایا تھا۔ اس نے سسکتے ہوئے بمشکل ایک گھونٹ پیا تھا' اور اس نے گلاس ٹیبل پر رکھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"تم نہیں جانتیں ربیعہ! آج میں اپنی منہ زور خواہشوں کی بدولت کہاں تک جا پہنچی تھی"۔ اس کی ہچکیاں بندھنے لگی تھیں اور اس کی آنکھیں حیرت سے کھلنے لگی تھیں۔

"تم سب نے کتنا کہا تھا کہ احسان اعتبار کے لائق نہیں ہے' اسے مجھ سے نہیں صرف میری خوبصورتی سے لگاؤ ہے' مگر میں نے کسی کی بھی نہیں سنی' یہاں تک کہ اس کی وجہ سے اماں سے بدتمیزی کی اور اماں نے احسان کو میرے لئے نامناسب سمجھتے ہوئے میری شادی زبردستی امجد سے کر دی تو میں نے نہ امجد کو کچھ سمجھا نہ اس سے جڑے رشتے کو ذرا برابر

بھی اہمیت دی' اسے خالہ کی نظروں سے گرادیا اور وہ ملک چھوڑ کر چلا گیا' اس کے جانے کے بعد میں آزادی محسوس کرنے لگی کہ اماں سے شادی کے بعد میں نے کوئی رابطہ ہی نہیں رکھا تھا اور خالہ مجھے کبھی بھی کہیں بھی آنے جانے سے قطعی نہیں روکتی تھیں' اماں کے گھر غربت کی وجہ سے جو خواہشیں' ادھوری سسک رہی تھیں' ان کو تکمیل کا راستہ مل گیا' شاپنگ' پارٹی کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوگیا اور ایک پارٹی میں احسان سے ملاقات ہوئی وہ عین ٹائم پر میرے انکار و فرار پر مجھ سے ناراض تھا' بات کرتے ہوئے دکھ کا شکار تھا اور میں پہلے کی طرح اس کی لچھے دار باتوں میں الجھتی چلی گئی' اس کے کہنے پر میں نے امجد کو طلاق کا نوٹس تک بھیج دیا' میں اس کے ساتھ سنسیئر تھی اس سے محبت کرتی تھی' مگر اس نے مجھ سے محبت تو کی ہی نہیں تھی' مجھے اس نے صرف طلب بنانا چاہا' اپنی طلب کے حصول کے لئے وہ پیش قدمی کرتا رہا سیدھا راستہ اس کی سرشت میں نہ تھا' مگر اولاد کی طلب نے اسے مجبور کردیا اور اس نے میری طلب کو جائز حصول سے جوڑ دیا' مگر کامیاب نہ ہوسکا تو اس نے میرے ساتھ' بدتمیزی کرنے کی کوشش کی' میری عزت پر ہاتھ ڈالا' اس شخص نے جس پر میں نے بہت اعتبار کیا تھا' جس کی خاطر اپنوں اور روایات کے خلاف گئی تھی' ماں اور ماس سے جھوٹ بولے' امجد سے طلاق کا مطالبہ تک کردیا' اس کو شوہر تسلیم ہی نہیں کیا' کیسے کیسے میں نے امجد کی تذلیل نہیں کی' ربیعہ مگر اس نے یہ حق رکھتے ہوئے بھی مجھے چھونے کی کوشش نہ کی' کیونکہ میں ایسا نہیں چاہتی تھی اور اس شخص نے میرے ساتھ کیا کرنا چاہا' جس پر میں نے بھروسہ کیا' تم سب لوگ ٹھیک کہتے تھے حسن وخوبصورتی ظاہری نہیں باطنی ہونی چاہئے اور باطنی خوبیوں والے نے حق رکھتے ہوئے بھی میری رضا و خوشی کے احترام میں حق کا استعمال نہ کیا اور ظاہری خوبصورتی والے شخص نے محبت کے نام پر دھوکا دیا اور عزت آبگینہ چور چور کردینا چاہا' میری سوچ و پسند محدود اور گھٹیا تھی یہ سب مجھے کتنی دیر میں سمجھ آیا''۔

بولتے بولتے خود ہی تھک کر چپ کرگئی اور وہ تو اس کی حرکتوں سے انجان تھی مگر اب کہتی بھی تو کیا کر لگنے والی چوٹ نے اس کی عقل و آنکھیں کھول دی تھیں اور اب ایسے میں اس کے کچھ کہنے یا سمجھانے کی کوئی گنجائش بچی ہی نہیں تھی۔

''تم اپنے کئے پر نادم ہو' شرمندگی محسوس کررہی ہو اس سب کی پہلے اللہ سے معافی طلب کرو اور اس کے بعد امجد کو آواز دے لو کہ وہ امجد اللہ کا انعام ہے تمہارے لئے' جس کی بہت ناقدری کرلی' اب عقل آگئی ہے تو سب سے پہلے اس کو واپس بلانا ہوگا' اپنے کئے کی معافی......''

''وہ مجھے معاف نہیں کرے گا''۔

''ہاں' حق بجانب ہوگا وہ ایسا کرنے میں مگر تمہیں کوشش تو کرنی ہی ہوگی کہ معافی نہ ملنے کے ڈر سے معافی نہ مانگنے سے بہتر ہے کہ معافی مانگ معافی ملنے کا انتظار کرلیا جائے''۔ وہ دوست کی پہلے بھی درست رہنمائی کرتی رہی تھی' آج بھی اسے درست راستہ ہی دکھایا تھا مگر وہ پہلے بھٹک گئی تھی او اب ہمت نہیں تھی وہ اللہ سے صبح وشام اپنے کئے معافی طلب کرتی' امجد کے واپس آجانے کی دعا مانگتی' خود سے فون کرنے کی اس کو ہمت نہ ہو پارہی تھی کہ بات اس نے طلاق کی نوبت تک پہنچادی رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہوگیا تھا' اس کے سجدے اور دعائیں بہت لمبی ہوگئی تھیں' صابرہ نے اس میں بدلاؤ محسوس کیا' انہیں اس کی تبدیلی اچھی لگی تھی کہ وہ نماز روزے کی بہت پابند نہ تھی مگر اب پورے روزے باقاعدگی سے رکھ رہی تھی' فرض نمازوں کے ساتھ نفلی نمازیں خاص کر تہجد اور دیگر تسبیحات پڑھتی رہتی۔

''بیا! امجد کو صرف ایک کال کرکے واپسی کا کہہ دو بیٹا کہ میں اسے جانتی ہوں' جس طرح گیا ہے' وہ اب لوٹنے والا نہیں ہے' وہ تمہاری مثبت تبدیلی سے بھی انجان ہے''۔ سترہویں روزے کی افطاری سے قبل اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تھے کہ دل بھر آیا تھا اور وہ رو پڑی تھی جب صابرہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر نرمی وشفقت سے کہا تھا اور اذان کی آواز پر کھجور اس کی طرف بڑھایا تھا' افطار کے بعد اس نے مغرب کی نماز ادا کی تھی اور امجد کا نمبر ڈائل کیا تھا' تیسری بیل پر کال ریسیو کی گئی تھی اور اس نے ہیلو بولا تھا اس نے سلام دعا کے بغیر کہنا شروع کیا تھا۔

''امجد! لوٹ آؤ کہ مجھے تمہاری ضرورت ہے' میں بھٹک گئی تھی' میں غلطی پر تھی مجھے میری غلطیوں' گناہوں کا اندازہ ہوگیا ہے' اللہ سے معافی طلب کرچکی ہوں' مگر اللہ مجھے جب تک معاف نہیں کرے گا جب تک تم مجھے معاف نہیں کردو گے' میں تم سے بہت شرمندہ ہوں' امجد معافی مانگ رہی ہوں' معافی نہ دو سزا دو' لیکن واپس آجاؤ' میری نہیں' خالہ جان کی خاطر واپس آجاؤ' ہم سب تمہارے منتظر ہیں امجد' خدا کے لئے واپس آجاؤ''۔ وہ بہت رو رو کر بولی تھی اور اس کی سنے بغیر لائن کاٹ دی تھی' پھر شدتوں سے رونے لگی تھی' فون کے اس پار کھڑا شخص ساکت کھڑا کا کھڑا رہ گیا تھا' اس کی سماعتوں میں بار بار اس کی گریہ و زاری' اس کی سسکیاں گونج رہی تھیں' اس کے دل کو پنکھے لگ گئے تھے' اور اس نے ہاتھ میں موجود سیل فون سے اسی وقت نمبرز ڈائل کئے اور واپسی کی سیٹ کنفرم کروانے لگا' اس سے کہہ دینے کے بعد دل کا بوجھ کچھ ہلکا ہوگیا تھا' لیکن بے قراری کے انداز بدل گئے تھے وہ آہٹوں پر چونکنے لگی تھی' نگاہ دروازے پر جمائے آنسو گرنے لگتے' اس نے رمضان کے مہینے میں جتنی ممکن عبادت کرسکتی تھی کی تھی' اور اس کا بے قرار اور منتظر دل سجدوں میں ٹھہر سا جاتا تھا' مگر راتیں بے قراری سے بستر پر کروٹیں بدلتے گزر رہی تھیں' دیکھتے ہی دیکھتے رمضان کا پورا مہینہ ختم ہوگیا تھا' چاند رات' بڑی اداس اور خاموشی سے سرکتی جارہی تھی' آنسو تھمنے میں نہیں آرہے تھے اور بے کلی و بے قراری تھی کہ بڑھتی جارہی تھی' وہ کافی دیر تک رونے کے بعد سوئی جاگی سی کیفیت میں تھی کہ ادھ کھلے کمرے کا دروازہ کھلا' کمرے میں نیم تاریکی تھی' اس نے نظر اٹھا کر دیکھا وہ تکئے میں منہ دیئے لیٹی تھی' اس نے آگے بڑھ کر کمرے کی تمام لائٹس آن کردیں' کمرہ روشن ہوا تو وہ سوئی جاگی سی کیفیت میں بھی چونک اٹھی' سیدھی ہوئی تو ادھ کھلی نگاہ سے وہ سامنے نظر آیا' جسے وہم سمجھ کر بھی جھٹک نہ سکی' تو پوری آنکھیں کھول کر دیکھا تو دیکھتی ہی رہی' وہ اس کو پورے چھ ماہ بعد دیکھ رہا تھا' وہ اٹھی اور اس کے عین سامنے آرکی' چہرہ چھو کر شک کو یقین میں بدلا اور اس کے سینے میں سما گئی اس نے اسے ضبط سے رونے دیا اور اسے کافی دیر بعد جیسے ہی احساس ہوا وہ اس سے دور ہوگئی' ڈرتے ڈرتے اسے دیکھا اور اس کے مسکرانے پر اس کی شرمندگی نے اس پر حملہ کردیا تو اس نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔

''امجد! مجھے معاف کردو' میں بہت بری ہوں' تم جیسے اچھے انسان کے میں ہرگز لائق نہیں تھی' تم تو اللہ کا انعام تھے' جس کی میں نے قدر نہ کی' صورت پر مرتی رہی' سیرت اور کردار کو اہمیت نہ دی اور اس کا انجام بھی دیکھ لیا' میں تم سے بہت زیادہ شرمندہ ہوں' کیا تم مجھے میری ہر غلطی کے لئے معاف کرکے مجھے اپنا لو گے......؟'' وہ روتے ہوئے اپنی غلطیوں کا اور اس کی اچھائیوں کا اعتراف کررہی تھی۔

''تمہیں معاف کردیا ہے بیا! جبھی تو پاکستان لوٹ آیا ہوں کہ جس دن تم نے وہ سب اماں کو بتایا تھا' مجھے تم پر غصہ تھا اور میں ملک ہی چھوڑ گیا تھا کہ اماں کے سامنے نہ خود کو صحیح ثابت کرسکتا تھا نہ تمہارا

امیج خراب ہوتے دیکھ سکتا تھا' مگر مجھے اس وقت
زیادہ غصہ آیا جب تم نے مجھ سے طلاق کا مطالبہ کیا
میں نے سوچا تھا کہ میں تمہیں آزاد کردوں گا' اور
جب میں نے اماں کو فون کیا تھا انہوں نے مجھ سے کہا
تھا کہ وہ تم پر ظلم کرنے کی پاداش میں مجھے کبھی معاف
نہیں کریں گی' میں لوٹ کر تمہیں خوشیاں دوں'
تمہارے حقوق ادا کروں' ورنہ وہ مجھے اپنا دودھ نہیں
بخشیں گی' اماں کی بے انتہا سختی کے سبب میں نے
طلاق کا ارادہ کینسل کردیا لیکن واپسی کے لئے خود کو
آمادہ نہ کرسکا' اور یہ سوچ کر بیٹھا رہا کہ جو جیسا چل
رہا ہے چلنے دو' جو ہوگا دیکھا جائے گا' اس سب میں
کافی وقت گزر گیا' اماں نے بات تک کرنا چھوڑ دی'
پھر اللہ کو مجھ پر رحم آگیا اور تمہاری سوچیں بدل گئیں'
تمہارے ارادے بدل گئے' تم نے لوٹ آنے کو کہا
میں لوٹ آیا کہ تم سے خفا بھی ہوں' تم پر غصہ بھی ہوں'
تمہاری حرکتوں سے ناراض بھی ہوں' لیکن میں اس
سب کے باوجود تم کو کوئی سزا نہیں دے سکتا کہ تم
میری ماں کی خوشی ہو' میری خوشی تو بہت پیچھے بہت
پہلے ہی رہ گئی تھی' رشتہ قائم تھا تو اماں کی وجہ سے اور
رشتہ قائم رہے گا بھی تو اماں کی وجہ سے کہ میں تمہاری
ہر تلخی' نفرت اور ہر ایک بدتمیزی بھول سکتا ہوں'
معاف کرسکتا ہوں' بلکہ کرچکا ہوں' مگر تمہارا بھٹکا ہوا
ایک قدم بھی برداشت نہیں ہے مجھے' تم نے کہا لوٹ
آؤ' تم نے کہا اماں اور خدا کے لئے لوٹ آؤ' میں
فوراً آگیا' اور تمہیں معاف بھی کردیا' دل وسیع
کرسکتا ہوں' نظر وسیع کرسکتا ہوں' غیرت اور مردانگی
کو نہ تمہارے نہ اپنے پیروں تلے کچل سکتا ہوں' میں
وہاں ہو کر بھی انجان نہ تھا' اور تم میرے دل سے اس
وقت اتر گئی تھیں جب تم نے میرے گھر کی دہلیز پار کی
تھی اور احسان سے روابط بڑھائے تھے' روابط کی
نوعیت اور ٹوٹنے کے اسباب سے لاعلم ہوں' مگر تم
میرے دل سے اپنا مقام کھو چکی ہو کہ تم نے میرے
نکاح میں ہو کر مجھ سے بے وفائی کی ہے' اور میرے
نزدیک بے وفائی کی کوئی معافی نہیں ہے''۔ وہ یہ
تذلیل ایک دفعہ تو بھول گیا تھا کہ اس نے اسے
ٹھکرادیا تھا اور احسان کی چاہت کی تھی' مگر وہ یہ
تذلیل اب نہیں بھول سکتا تھا' کہ وہ اسی شخص کی خاطر
اسے چھوڑنا چاہتی تھی' اس کے سجدے اس کی
دعائیں' اس کے حق میں اچھے ہی ثابت ہوئے تھے
کہ امجد نے اس سے رشتہ توڑا نہ تھا' اور جڑے
ہوئے رشتے سے آگے ہر ایک اچھی امید رکھی ہی
جاسکتی ہے۔

''تم نے ٹھیک کہا امجد! میرا قصور معافی کے لائق
ہرگز نہیں ہے مجھے تمہاری سزا قبول ہے میں اللہ سے
دعا کروں گی کہ وہ میرے مشکوک ہونے والے
کردار کو تمہاری نگاہ میں ایک نہ ایک دن سرخرو ضرور
کردے آمین مگر تم یہ یقین ضرور رکھنا امجد کہ میں بھٹکی
ضرور تھی' مگر گرتے گرتے سنبھل بھی گئی ہوں' میں
نادانی کرنے چلی تو تھی' لیکن اللہ نے میری حفاظت
کی تھی اور اسی لئے میں آج تم سے نظر ملانے کے
قابل ہوں کہ میں نے تمہاری امانت میں کوئی خیانت
نہیں کی ہے''۔ وہ زخمی مسکراہٹ کے سنگ بولی تھی
اور آنسو پونچھ ڈالے تھے۔

''تم سفر سے آئے ہو فریش ہوجاؤ' میں تمہارے
لئے کھانا لے کر آتی ہوں''۔ صبح عید تھی اس کی عید کچھ
اداس کچھ اطمینان کے ساتھ گزر گئی تھی' وہ اسی پر خوش تھی
کہ اس نے اسے معاف کردیا ہے' اور اسے یقین تھا کہ
ایک نہ ایک دن وہ اس کے دل و نگاہ میں اپنا کھویا ہوا
مقام بھی پالے گی' یہ عید نہ سہی آگے ابھی اس نے امجد
کے ساتھ بہت سی عیدیں دیکھنی تھیں کوئی تو عید اس پر
مہربان ہوگی کہ اللہ اس پر مہربان تھا' بھٹکتے بھٹکتے اس کو
تھام لیا اور جب اللہ مہربان ہو تو عرش اور زمین پر بسنے
والے بھی مہربان ہوجاتے ہیں۔

☆